پریس ریلیز برائے اشاعت

اردو اکادمی، دہلی

سی۔ پی۔ او۔ بلڈنگ، کشمیری گیٹ، دہلی۔ ۶

Phone: 23865436, 23863858, 23863566, 23863697 Fax:23863773

زبانیں دلوں کو جوڑتی ہیں اور ہمارا تہذیبی سرمایہ ہیں — اروند کیجر وال

لال قلعہ کے سبزہ زار پر اردو اکادمی کی جانب مشاعرہ جشنِ جمہوریت کا کامیاب انعقاد

17رفروری۔2016

دہلی جو مرکز ہے زبان کا، تہذیب کا، ثقافت کا اور ان تمام صالح روایتوں کا جن کی رنگ آمیزی سے ہمارا قومی پرچم آراستہ ہے اور اسی مرکزِ زبان و ادب میں آج بھی بزرگوں کی ان امانتوں کو اگر سنبھال رکھا ہے تو وہ اردو اکادمی، دہلی ہے، جس نے آزادی کے بعد دہلی والوں کو بالخصوص اور ساری اردو دنیا کو بالعموم یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ غالب و میر کی یہ بستی اجڑ گئی ہے۔ یوں تو دہلی میں آئے دن ادبی و ثقافتی پروگرام آراستہ ہوتے رہتے ہیں لیکن ان میں لال قلعہ کا مشاعرہ تاریخی انفراد کا حامل ہے جس کا انتظار اہالیانِ دہلی کو ہی نہیں پورے ہندوستان کو بھی رہتا ہے۔ لال قلعہ کے سبزہ زار پر ایک عالیشان پنڈال کے اسٹیج سے جب اپنی پاٹ دار آواز میں ڈاکٹر ماجد دیوبندی یہ بول رہے تھے اس وقت اسٹیج پر ملک کے کونے کونے سے تقریباً تیس شاعر کے ساتھ دہلی کے ہر دلعزیز وزیر اعلیٰ اور چیئر مین اردو اکادمی جناب اروند کیجر یوال، بطور مہمانِ خصوصی جناب رام نواس گوئل، اسپیکر دہلی ودھان سبھا، مہمانِ اعزازی جناب کپل مشرا، وزیر برائے فن، ثقافت، السنہ و سیاحت، جناب عمران حسین وزیر برائے خوراک و رسد، حاجی محمد اشراق، ایم ایل اے اور جناب امانت اللہ خاں، ایم ایل اے بھی موجود تھے۔ وائس چیئر مین اردو اکادمی، دہلی کا استقبالیہ خطبہ جاری تھا انھوں نے مزید فرمایا کہ ہمارے مقبول ترین وزیر اعلیٰ کی شان یہ ہے کہ بیرونِ ملک اور دیگر ریاستوں سے آنے والا ہر شخص ایسی نابغہ شخصیت کو دیکھنا چاہتا ہے جس نے محض دو برسوں میں ہندوستانی سیاست کے 70 سالہ چہرے کو تبدیل کر دیا اور دہلی میں پہلی بار حقیقی جمہوریت کی بادِ صبا چلا دی۔ انھوں نے ان اشعار سے اروند کیجر یوال کا استقبال کیا اور کہا کہ وزیر اعلیٰ کی سیاسی اور سماجی زندگی ان اشعار عملی نمونہ ہے:

دکھ درد اپنے دل کا کسی سے کہے گا کون
آپس میں کٹ مریں گے تو آخر بچے گا کون
ہوں گے نہ تم تو لائیں گے بھائی کہاں سے ہم
ہوں گے نہ ہم تو پھر تمھیں بھائی کہے گا کون

واضح ہو کہ لال قلعہ کا یہ مشاعرہ حسبِ پروگرام تقریباً نو بجے شروع ہوا۔ سب سے پہلے مشہور ناظم جناب اطہر سعید نے لال قلعہ کا مشاعرہ اور اس کی روایت پر روشنی ڈالتے ہوئے اردو اکادمی، دہلی کی ہمہ جہت ترقی اور ڈاکٹر ماجد دیوبندی کی سرگرم کوششوں کا ذکر کیا بعد ازاں وزیر اعلیٰ اور ان کے رفقا نے شمع روشن کر کے مشاعرہ کا افتتاح کیا اور پھر روایت کے مطابق ڈاکٹر ماجد دیوبندی نے وزیر اعلیٰ کو پھولوں کا گلدستہ اور شال پیش کر کے ان کا استقبال کیا جب کہ سکریٹری اردو اکادمی جناب ایس۔ ایم۔ علی نے عالیجناب رام نواس گوئل کا، جناب وی۔ سی۔ پانڈے (سکریٹری، فن، ثقافت والسنہ) نے کپل مشرا کا، ڈاکٹر جیت رام بھٹ (سکریٹری ہندی اکادمی) نے ناظم مشاعرہ انور جلالپوری کا، جسٹس مدگل صاحب کا جناب کپل مشرا نے، عمران حسین کا، جناب امانت اللہ اور حاجی اشراق اور منوج کمار اور انل باجپائی کا ڈاکٹر ماجد دیوبندی نے پھولوں کا گلدستہ دے کر استقبال کیا۔ اس استقبالیہ پروگرام کے بعد سور تر شنا گروپ نے سدھانشو بہوگنا کی قیادت میں قومی ترانہ پیش کیا اور پورے پنڈال میں سامعین نے کھڑے ہو کر ان کی آواز میں آواز ملائی۔ سور تر شنا گروپ نے علی سردار جعفری کا ترانۂ اردو بھی پیش کیا۔ ڈاکٹر ماجد دیوبندی کے استقبالیہ خطبے کے بعد جناب کپل مشرا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مرکزی حکومت کو آڑے ہاتھوں لیا اور کہا کہ آج اسٹیج پر جس طرح گنگا جمنی تہذیب کی مثال موجود ہے اسے مخصوص ذہن کے مٹھی بھر لوگ برداشت نہیں کر پا رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو نہ تو اخوت و محبت کے معنی معلوم ہیں اور نہ ہی وہ حب الوطنی اور ہندوستانی تہذیب کی علامتوں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن ان کا کمال یہ ہے کہ وہ نفرت کی دوکان سجا کر حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ وصول کر رہے ہیں۔ وزیر محترم نے زور دے کر کہا کہ یہ کیسا ڈراما ہے کہ دہلی کے دل میں واقع دنیا کی چند بڑی یونیورسٹیوں میں سے ایک یونیورسٹی جواہر لعل نہرو یونیورسٹی میں پاکستانی دہشت گرد حافظ سعید اپنے دو ہزار گرگوں کو کھڑا کر دیتا ہے اور چند کلو میٹر پر موجود ہوم منسٹری کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ میرا کہنا ہے کہ اگر یہ سچ ہے تو ہوم منسٹر کو سب سے پہلے استعفیٰ دے دینا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ مرکزی حکومت کو یہ ڈراما بازی بند کر دینی چاہیے کیوں کہ یہ پبلک ہے اور سب جانتی ہے۔ مزید گفتگو میں انھوں نے شعرا سے التماس کیا کہ لال قلعہ کے اس تاریخی مشاعرہ میں شریک ہو رہے ملک کے چنندہ شاعروں کو چاہیے کہ وہ نہایت بے باکی سے پرزور آواز میں اخوت و بھائی چارے کی آواز بلند کریں اور نفرت کی سیاست کرنے والوں کو اردو تہذیب کے دائرے میں رہ کر ایسا شعری طمانچہ رسید کریں کہ وہ نفرت کی سازش کرنا بھول جائیں۔ انھوں نے وائس چیئر مین کے بے حد اصرار پر کچھ اشعار بھی سنائے۔ اس موقع پر اپنے نہایت مختصر اور غیر روایتی خطاب میں عالیجناب اروند کیجر یوال نے تمام شعرا و سامعین کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اردو اکادمی، دہلی کے ذریعہ پہلے شعرا کو جو دعوت نامہ ارسال کیا جاتا تھا اس میں یہ تحریر ہوتا تھا کہ وہ ایسی شاعری سنائیں جس میں حکومت مخالف فکر نہ ہو لیکن میرا ماننا ہے کہ کسی بھی زبان کا تخلیق کار دنیا کا سب سے بڑا دانشور ہوتا ہے اور اس پر کسی بھی قسم کی پابندی عائد کرنا سیاست کی شریعت میں حرام ہے لہٰذا میں تمام شعرا سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں چاہے وہ ہماری حکومت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو تا کہ میں ان مخالف خیالات کو موافق بنانے کی کوشش کر سکوں۔ تنقید کی بنیاد پر ہی تعمیر کی مضبوط عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ عام آدمی پارٹی کی حکومت اور موجودہ دہلی سرکار سمیت میں خود اس کی مثال ہوں۔ انھوں نے اردو اکادمی اور وائس چیئر مین ڈاکٹر ماجد دیوبندی کو قلیل مدت میں اردو کے بہت سارے پروگرام کامیابی سے کرانے پر مبارکباد دی۔ پروگرام میں تشریف لائے عام آدمی پارٹی کے سینئر لیڈر اور معروف شاعر جناب کمار وشواس کا استقبال گورننگ کونسل کے ممبران ڈاکٹر عرفان احمد، جناب خالد سیفی، جناب مطلوب احمد اور چودھری ارشاد کیا بعد از استقبال انھوں نے سامعین اور شعرا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اب یہ مشاعرہ جشنِ جمہوریت ایک نئے دور میں قدم رکھ چکا ہے اور اس کی مثال پیش کر رہا ہے یہ اسٹیج جہاں مشاعرے کی صدارت

ہم مختلف مذاہب کو پھولوں کی طرح عزیز رکھتے ہیں اور اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب پھول جب ایک ساتھ اعتماد اور بھروسے کے دھاگے میں پرو دیے جاتے ہیں تب جا کر ایک جمہوری سماج کی شناخت قائم ہوتی ہے۔ انھوں نے بھی نفرت وحقارت کی سیاست کو ملک کے جمہوری نظام کے لیے زہر قرار دیا اور یہ یقین دلایا کہ جب تک ہمارے شاعر وادیب باقی ہیں، ہندوستان میں جمہوری نظام قائم ہے۔ انھوں نے وزیر اعلیٰ اور نائب وزیر اعلیٰ سے درخواست کی کہ وہ اردو اکادمی، دہلی کے وائس چیئر مین کے ساتھ مل کر دہلی کے عظیم شاعر مرزا غالب کے مزار اور ان کی حویلی کی از سرِ نو تعمیر کریں اور آڈیو ویژول تکنیک کا سہارا لے کر غالب کی سوانح عمری، ان کے کارنامے اور ان کی شاعری کو عوام کے لیے پیش کریں۔ جناب کمار وشواس نے گفتگو کے دوران یہ بھی کہا کہ میں اپنے وزیر اعلیٰ اور ان کے رفقا وزرا کو اکثر کہتا ہوں کہ آپ دہلی کے بادشاہ نہیں ہیں اصل بادشاہ نظام الدین میں آرام فرما رہے ہیں جن کے فیض سے لاکھوں ہندوستانی فیضیاب ہوتے ہیں اور ان کی دعاؤں کا اثر ہے کہ عام آدمی پارٹی کی سرکار دہلی میں عوامی فلاح و بہبود کے امتیازی کام کر رہی ہے۔ ڈاکٹر کمار وشواس نے ڈاکٹر ماجد دیوبندی کی کارکردگی اور اردو اکادمی کی سرگرمیوں کے لیے تمام اکادمی کے ذمہ داروں کو مبارکباد دی ساتھ ہی سامعین کے بے حد اصرار پر اپنے منتخب اشعار مخصوص انداز میں پیش کیے۔

پوری دھراوی ساتھ دے تو اور بات ہے
پر تو ذرا بھی ساتھ دے تو اور بات ہے
(ڈاکٹر کنور بے چین)

مورتی باپو کی سنسد کے احاطے میں لگی
پھول دو پھول چڑھائے کوئی ایسا بھی نہیں
اور ہر نوٹ پر تصویر چھپی باپو کی
خرچ رشوت میں کرے یہ کبھی سوچا بھی نہیں
(بیکل اتساہی)

اتحادِ ملک و ملت کے لیے طالب ہے تو
شعر و فن گر جسم ہے طالب ہے تو
ہے یہی گلزارِ خسرو کا بیانِ خوشنوا
عالمِ شعر و سخن مغلوب ہے غالب ہے تو
(گلزار دہلوی)

کامیاب کرتی ہے فیصلوں کی مضبوطی
دل میں حوصلہ رکھیے کشتیاں جلانے کا
(ڈاکٹر ماجد دیوبندی)

میں بچھڑ کے تم سے اُدھر میں ہوں نہ اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں
یہ تمھی نے دی ہے مجھے سزا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
(متین امروہوی)

ہماری آنکھ سے جب بھی گرا کوئی آنسو
نہ جانے کتنے خریدار بن کے آئے ہیں
(حسن کاظمی)

ہمارے درد کو تفریح کردیا تم نے
خموشیوں میں بہت شور بھردیا تم نے
(طالب رامپوری)

بڑے شکار کہاں جنگلوں میں ملتے ہیں
درندے شہر کی آبادیوں میں ملتے ہیں
(ملک زادہ جاوید)

جیتنے کا یہ ہنر بھی آزمانا چاہیے
بھائیوں سے جنگ ہو تو ہار جانا چاہیے
(جوہر کانپوری)

کیا خبر اک نئی تعمیر کا پہلو نکلے
بھائی کہتا ہے تو دیوار اٹھا دی جائے
(رؤف رضا)

کیسی ترتیب سے کاغذ پہ گرے ہیں آنسو
ایک بھولی ہوئی تصویر ابھر آئی ہے
(اقبال اشہر)

اگر درویش ہو تو قمۂ تر کی ہوس کیوں ہے
قلندر ہو تو شاہوں سے کنارا کیوں نہیں کرتے
(ڈاکٹر طارق قمر)

کوئی طویل عمر بھی یونہی جیا نسیم
کوئی ذرا سی عمر میں اتہاس رچ گیا
(منگل نسیم)

شام کو جس وقت خالی ہاتھ گھر جاتا ہوں میں
مسکرا دیتے ہیں بچے اور مر جاتا ہوں میں
(راجیش ریڈی)

ہمیں روزی تو ہندی اور انگریزی نے دی بیشک
مگر آداب جینے کے ہمیں اردو سے آئے ہیں
(رام پرکاش بیخود)

جو اندر جھانک کر دیکھو سبھی کی روح گھائل ہے
کوئی مذہب کا مارا ہے کسی کو ذات نے مارا
(شیتج اُمیندر)

ہوا کو جس طرح محسوس کیا جاتا ہے
خدا کو اس طرح محسوس کیا جاتا ہے
(مدھیم سکسینہ)

ہوا بن کر مرے پاس آ تجھے خوشبو بنادوں گا
تو کوئی بھی زباں ہو میں تجھے اردو بنادوں گا
(تنویر غازی)

مشورہ ہے یہ مرا منفرد بنا خود کو
اتنی بھیڑ میں ورنہ کون راستہ دے گا
(الطاف ضیا)

ملتا رہنا ہی گرمجوشی ہے
کچھ بھی عالم ہو شہر والوں کا
(عمیر منظر)

سیکھ کر آتے کس شہر سے عیاری لوگ
کیسے کرتے ہیں محبت میں اداکاری لوگ
(سیا سچدیوا)

سیاست میں بہت دانائی سے فتوے نکالے ہیں
وہ قالینوں پہ چلتے ہیں مگر پیروں میں چھالے ہیں
(اعجاز احمد)

اس کے ابا کو تو دنیا سے اٹھالے یارب
لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
(سکندر حیات گڑبڑ)

بڑے سلیقے ، بڑی سادگی سے کام لیا
دیا جلاکے اندھیروں سے انتقام لیا
(اتل اجنبی)

یہ کہاں کی ریت ہے جاگے کوئی سوئے کوئی
رات سب کی ہے تو سب کو نیند آنی چاہیے
(مدن موہن دانش)

کئی سال بعد ملے ہو تم کہاں کھو گئے تھے جواب دو
مرے آنسوؤں کو نہ پونچھو تم مرے آنسوؤں کا حساب دو
(ممتاز نسیم)

عشق بھی لوگ تجارت کی طرح کرتے ہیں
ہم یہی کام عبادت کی طرح کرتے ہیں
(شبینہ ادیب)

تونے جو بڑے ناز سے الٹا گھونگھٹ
سمٹا مری آنکھوں میں وہ پھیلا گھونگھٹ
حیرت میں کھڑا سوچ رہا ہوں اب تک
گھونگھٹ ترا چہرا ہے کہ چہرہ گھونگٹ
(ڈاکٹر التفات امجدی)

ہوا کے دوش پہ چلنا پڑے گا
دیا ہے تو تجھے جلنا پڑے گا
(انور کمال)

ان کے علاوہ پاپولر میرٹھی، سنیل کمار تنگ اور انور جلالپوری نے بھی اپنے اشعار پیش کیے۔

یہ تاریخی مشاعرہ صبح کے ساڑھے پانچ بجے تک چلتا رہا اور سامعینِ مشاعرہ مسلسل اشعار سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

آخر میں وائس چیئر مین اکادمی ڈاکٹر ماجد دیوبندی نے مہمان شعرا، سامعین اور تمام اخبارات و نیوز چینل کا نام بنام شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آج کا یہ تاریخی مشاعرہ ان سب کی شرکت کی وجہ سے بہت دنوں تک یاد رکھا جائے گا۔